فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اگر تم جانتے نہیں تو اہل ذکر سے پوچھو

الحمد للہ والمنتہ کہ یہ مجموعہ فتاوٰی شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا زبان فارسی میں تھا عوام کی سہولت کے لیئے اسکا ترجمہ اردو میں کیا گیا۔

جس کا نام

احکام الدین

ترجمہ اردو

فتاوٰی شاہ رفیع الدین رح

ھے

جسکے مترجم حضرت مولنا مولوی ابو الریان محمد مصطفٰی رحمت

مصنف شہادت سبطین۔ نافع العباد۔ تذکرہ خیر الانام۔ رفع الالتباس عن مسئلۃ الاعراس۔ مصباح النور الطاف کریمی بجواب سجدۂ تعظیمی خطیب شاہی جامع مسجد نیلا گنبد روڈ محلہ ولی اللہ و امام چینی مسجد محلہ ککے زئیاں لاہور ہیں

حضرت والا مرتبت الحاج سید محمد معصوم شاہ صاحب نے بازار داتا صاحب سے شائع کیا۔

ملنے کا پتہ

نوری کتب خانہ بازار حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہور

پنجاب پریس لاہور

پیش لفظ

حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مجموعہ فتاویٰ جوکہ فارسی زبان میں تھا۔ اور نایاب تھا۔ چونکہ فارسی زبان کا اب رواج بہت کم ہوگیا ہے۔ اس لیئے عوام کی سہولت کے لیئے اس کا ترجمہ کردیا گیا تاکہ لوگ بیش از بیش مستفیض ہوں۔ لہٰذا ناظرین کرام سے التماس ہے کہ اس عاجز کو دعائے خیر سے یاد فرمادیں۔ اور اگر کوئی غلطی ہو تو دامن عفو سے اس کو چھپائیں۔

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۶۱ء

احقر الانام مولوی ابوالریان محمد رمضان مہاجر
ریاست پٹیالہ حال وارد لاہور
فاضل مدرسہ حزب الاحناف لاہور

مکتبہ عبدالرحمٰن ڈسکلم بگن ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال اوّل :۔ تلاوت قرآن مجید زاد اللہ مجدہٗ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی کو زیادہ کرے) کی وقف کے ساتھ یعنی تمام اوقاف مطلقہ وجائزہ اور مجوزہ اور مرخصہ وغیرہ پر صورت کا قطع کرنا افضل و اولیٰ ہے یا پنجاب کے قاریوں کے طور پر کہ آیت کے وقفِ مطلق پر صرف وقف کرتے ہیں اور باقی کو ملا کر پڑھتے ہیں۔

جواب :۔ وقف مابعد سے قطع کلام کرنے سے عبارت ہے۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک منصوب منون پر وقف کرنا اور وہ الف کے ساتھ بدلنا ہے۔ جیسے عَلِيمًا وَّقَدِيرًا کو عَلِيمَا اور قَدِيرَا پڑھنا۔ اور دوسرے اس زبر کے سوا متحرک پر وقف کرنا۔ اور وہ حرکت کا ساقط کرنا ہے۔ جیسے يَعْلَمُونَ وَعَزِيزُ الْغَفَّارُ وَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ اور تیسرے ساکن پر وقف کرنا۔ جیسے وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ۔ اور اس جگہ فرق اور قطع سکتہ خفیفہ کے ساتھ ہوگا۔ اور ان اوقاف کا انقسام لازم اور مطلق اور جائز اور مجوز اور الوصل اولیٰ اور مختار وصحیح کے ساتھ معنیٰ کے ترجیح کے اعتبار سے ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوگا تو معنیٰ کے موافق جس جگہ وقف ارجح ہوگا وقف کرنا بہتر ہے۔ اور جس جگہ لازم ہوگا۔ لازم اور دوسری جگہیں اگر وصل کریں بہتر اور اگر قطع کریں جائز اور جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اول تعلیم میں

لہ يَعْلَمُونْ پڑھینگے :۔

نزول کے بعد ہر آیت پر خواہ مطلق کی جگہ خواہ جائز کی جگہ خواہ دوسری جگہ اعداد کے شمار کے لیئے وقف کرتے تھے۔ اور اس کے بعد وعمل و وقف کے معنی پر نظر کرتے تھے۔ اور کبھی ایک آیت کو وصل اور کبھی اسی پر وقف کرتے تھے۔ ایک وضع پر تعین نہ تھا تاکہ لوگوں پر آسان ہو۔

سوال دوم:۔ قومہ اور جلسہ میں ادعیہ ماثورہ پڑھنا افضل ہے۔ یا اس کا ترک کرنا۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ کے فقہاء نے گمان کیا ہے۔

جواب:۔ فقہاء کی مخالفت حدیث صحیح کے مقابلہ میں کچھ قدر اور اعتبار نہیں رکھتی۔ تو ان دعاؤں کا بقدر توسط کے پڑھنا افضل ہے اور جماعات عامہ میں تخفیف بھی اہم اور مؤکد ہے۔ بہت طول نہیں دینا چاہیئے۔ تاکہ لوگ دل تنگ نہ ہوں اور جماعت کے تغیر کا موجب نہ ہو۔ خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا (بہترین کام درمیانہ درجہ کا ہے) اور اگر منفرد ہو۔ جس قدر چاہے دراز کرے۔ لَا مَلَامَةَ عَلَيْهِ (اس پر کوئی ملامت نہیں)

سوال سوم۔ ان لوگوں کا ذبیحہ جو الفاظ کلمہ طیبہ کے سوا اسلام سے حصہ نہیں رکھتے۔ اور اجرت پر ذبح کرتے ہیں۔ اور تحقیقاً ثابت ہوا کہ نَوَيْتُ اَنْ اَذْبَحَ[۱] کے تلفظ کے ساتھ چھری چلاتے ہیں۔ اور تسمیہ (بسم اللہ واللہ اکبر) بعد ذبح ان کی زبانوں سے نکلتا ہے۔ اور بازاروں میں ایسے گوشت کے سوا دستیاب نہیں ہوتا۔ عند الفتویٰ اس کا کھانا جائز

---

[۱] میں ذبح کرنے کی نیت کرتا ہوں

ہے یا نہیں :۔

جواب :۔ اوّل جاننا چاہیئے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک شخص کی لونڈی اس کی بکریوں کو جنگل میں چراتی تھی ناگہاں ایک بکری پر بھیڑیئے نے زخم پہنچایا۔ اس لونڈی نے اس کو دفع کیا۔ اور جب اس بکری میں موت کا اثر دیکھا۔ ایک تیز پتھر کے ساتھ اسکو ذبح کیا۔ اس کے مالک نے غصہ میں آکر اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اس کے بعد وہ شرمندہ ہو کر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور حکم دریافت کیا اور اس لونڈی کے ذبیحہ کی حرمت کا حکم پوچھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلا۔ جب وہ آگئی فرمایا۔ اَیْنَ اللّٰہُ (اللہ کہاں ہے) اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا مَنْ اَنَا (میں کون ہوں) اس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ نے اسکے مذبوح کے حلال ہونے کا حکم فرمایا۔ اس کے مالک نے کہا میں نے اس لونڈی پر ظلم کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے مقابلہ میں بطریق احسان اس کو آزاد کر دوں۔ اور میرے ذمہ ایک لونڈی کے آزاد کرنے کا کفارہ ہے اس کے آزاد کرنے سے اس کفارہ سے میں ادا ہو جاؤں گا۔ یا نہیں۔ فرمایا۔ اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ (اس کو آزاد کر دے بیشک یہ ایمان دار ہے۔) اور بعض روایتوں میں ہے یہ لونڈی اس وقت حائض تھی۔ تو اس حدیث سے چند مسئلہ ثابت ہوئے۔ عورت کا ذبح کرنا۔ اور پتھر کے ساتھ ذبح کرنا۔ بھول کر بسم اللہ واللہ اکبر کو ترک کرنے والے کا

ذبیحہ حلال ہونا۔ اس لیئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہیں پوچھا کہ ذبح کے وقت تو نے بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھا تھا یا کہ نہیں۔ اور جو جانور درندہ کا کھایا ہوا اگر زندہ پائے ذبح کرنے سے حلال ہو جاتا ہے چنانچہ منصوص ہے۔ بقولہ تعالیٰ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (مگر جو جانور تم ذبح کرلو) دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف ایمان کے معتبر ہونے میں کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ کے لیئے آسمان کی طرف اشارہ کرنا عوام سے مقبول ہے۔ اور یہ کہ متروک التسمیہ تین حکم رکھتا ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک متروک التسمیہ سہواً و عمداً ہردو حرام ہیں۔ اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک ہردو حلال ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک سہواً حلال اور عمداً حرام اور مذبوح کے حلق پر چھری چلانے کی صورت میں ہمراہ کلمہ نَوَيْتُ[1] اَنْ اَذْبَحَ کے ظاہر ہے کہ تسمیہ کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ بلکہ گمان یہ ہے کہ نَوَيْتُ کے لفظ سے شروع ہوتا ہے تو اس کا حکم سہواً[2] نہ قصداً ترک کرنے کا اور ذبح پر اجرت لینا حرام نہیں ہاں ایک جانور پر مزدوری لینا عمل کثیر نہ ہو کہ اس پر اجرت لی جائے۔ لیکن اگر بہت جانوروں کو ذبح کریں تو محنت ہوتی ہے۔ اجرت لینے میں کیا حرج ہے۔ تو اس گوشت کو حرام نہ جاننا چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] میں ذبح کرنے کی نیت کرتا ہوں [2] سہواً اور غفلت کا ہوگا۔

سوال چہارم :- اپلوں کی آگ سے پکا ہوا کھانا خصوصاً اس زمانہ میں کہ پکانے کے کارخانوں کے کثرت رواج کے سبب ان شہروں میں لکڑی میسر نہیں ہوتی کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب :- امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اپلوں سے کھانا پکانا منع ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے خصوصاً ایک جماعت کے نزدیک کہ اس کی نجاست کو خفیف جانتے ہیں۔ اس لئے کہ نجاست کا حکم کسی نجس چیز کے اثر پہنچنے پر اس وقت نجس ہوتا ہے۔ کہ اثر اس کو محسوس ہو۔ چنانچہ پیشاب کے وہ چھینٹے جو سوئی کے سر کے برابر ہوں۔ ان کی نجاست پر حکم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کپڑا کسی تر نجس چیز پر بچھائیں اور تھوڑی سی تری اس بچھائے ہوئے کپڑے کو پہنچے۔ لیکن نہ اس قدر کہ اثر کے قابل ہو فقہا نے اس کو معاف رکھا ہے۔ یہی دھوئیں کے اجزاء کی قسم کہ پکی ہوئی چیزیں ہوتی ہے محسوسیت کے قابل نہیں ہے۔ اور بعض متاخرین شافعی نے ضرورت کی بناء پر حکم جواز دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال پنجم۔ ہندوؤں کے گھروں کی پکی ہوئی چیز کا کھانا کہ ان کے نزدیک نجاست مثل گوبر اور کتے اور کوے کا پس خوردہ پاک ہے۔ کیا حکم رکھتا ہے۔ اور ہند کے مہمان سرا کے خادموں کے گھروں کا کھانا کہ وہ نجاستوں کے استعمال سے خوف نہیں رکھتے اور مسافران کے برتنوں میں کھاتے پیتے ہیں۔ ہندوؤں کے گھر کے کھانوں کے ساتھ برابر ہے۔ یا

کونسا ان میں سے افضل ہے۔

جواب :۔ جانوروں کے جھوٹے کے ضمن میں آدمی کے جھوٹے کو پاک لکھا ہے۔ لیکن اگر نجاست محسوس ہو خواہ مسلمان کے کھانے میں خواہ ہندو کے ناپاک ہے اور اگر بالخصوص معلوم نہ ہو تیا بر طہارت اصلی اس کا کھانا جائز ہے۔ اور یہ برتن کہ مہمان سرائے میں ہوتے ہیں۔ یا ہندوؤں کے کھانے پکانے میں آتے ہیں :۔ ہندو اگر احتیاط سے پکاتے ہیں۔ حلال ہے۔ جو چیز مسلمان نجس جانتے ہیں۔ احتیاط کرتے اور اپنے ہاتھوں کو بھی دھوتے ہیں ان کا پکا ہوا حلال ہے۔ اور جو فرقے میں نجاستوں کی ہمیشگی زیادہ رکھتی ہیں پاخانہ سے اور سوئر اور مردار اور اسکے مانند جیسے خاکروب اور چمار اور سیتھی ان جیسوں کا حتی المقدور کھانا نہیں چاہیئے۔ اور ان کے برتن استعمال نہیں کرنے چاہیئیں کہ ان چیزوں کی نجاست گو یہ اللہ حلال جانوروں کے پیشاب سے اشد ہے۔ اخف میں مسامحت کرنا چاہیئے۔ لہذا اشد ہیں اور ضرورت میں تین بار دھونے کے بعد ان کو استعمال کرنا چاہیئے۔ اور اصل اس بارہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں نے جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم کو عیسائیوں کے شہروں میں سفر کا اتفاق پڑتا ہے اور وہ شراب اور سؤر سے پرہیز نہیں کرتے اور ان کے برتنوں کے سوا ملتے نہیں فرمایا اگر اس کے سوا میسر ہوتے ہوں تو ان کے برتن استعمال نہ کریں ورنہ دھو کر کام میں لائیں۔ حدیث دوم یہ کہ ملک شام کی طرف سے بغیر دھلے ہوئے کپڑے لاتے تھے۔ اور اس زمانہ میں شام میں نصاریٰ

سلہ تساہل

تھے اور ان کا نجاستوں سے پرہیز نہ کرنا معلوم ہے۔ جب ان کپڑوں پر نجاستوں
کا اثر معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس کے استعمال سے منع نہ فرمایا ان دو حدیثوں
کی بنا پر یہ حکم لکھا گیا۔ اور قاعدہ میں وجہ بھی یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ
کے نزدیک تین بار ناپاک برتن دھونے کے بعد استعمال کرنا چاہیئے۔ کتے اور اسکے سوا میں
فرق نہیں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کا چاٹا ہوا برتن سات
مرتبہ دھونا چاہیئے۔ واللہ اعلم۔

سوال ششم:۔ ان کنوؤں کا پانی کہ ہندو اور عوام مسلمین پلید
برتنوں سے ان کا پانی نکالتے ہیں وضو کرنے کے لائق ہے یا کہ نہیں۔

جواب:۔ کنوؤں کے بارہ میں تین مذہب ہیں۔ امام مالک رحمتہ اللہ
علیہ کے نزدیک جبکہ پانی اپنی جگہ میں ہو مانند کنوؤں اور چشموں اور تالابوں
کے پانی کے تین وصفوں[1] میں سے ایک کے تغیر کے بغیر ناپاک نہیں ہوتا اور جو
پانی برتنوں میں ہے۔ وہ تھوڑی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور
امام شافعی رحمتہ علیہ کے نزدیک قلتین[2] اور اس سے زیادہ تغیر کے بغیر ناپاک
نہیں ہوتا اور اس سے کم پانی تھوڑی نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے
امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک عند التحقیق پانی کی قلت و کثرت اور
نجاست کی قلت و کثرت مبتلی‌ٰبہ[3] کی رائے کے سپرد ہے۔ اگر جانے کہ

---

[1] رنگ، بو، مزہ۔
[2] دو مٹکے پانی [3] جس شخص کو ایسے پانی کے استعمال کی ضرورت ہے۔

اس قدر نجاست ہے کہ اس کا اثر اکثر پانی میں پہنچے گا۔ وہ پانی نجس ہے ورنہ نہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تحدید کی ہے کہ اگر اس پانی کی ایک طرف دوسری طرف کے ہلانے سے نہ ہلے وہ پانی کثیر ہے۔ وہ تھوڑی نجاست کے پڑنے سے پلید نہیں ہوگا اور جو اس سے کم ہے وہ نجس ہوجائے گا۔ اور ہلانے سے مراد عضو کے ساتھ ہلانا ہے۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کثیر پانی کی تحدید دَہ در دَہ سے کی ہے۔ اور اس مقام میں گز سے مراد ہاشمی گز ہے کہ چوبیس انگل کا ہوتا ہے۔ تو پلید برتن جو غالباً گوبر سے آلودہ ہوتے ہیں یا اس کی رسی جو پلید پانی میں پڑتی ہے۔ اس سے وضو نہیں کرنا چاہیئے ورنہ بعض فقہاء نے ابو سلیمان دارانی کے استنباط کے خلاف پانی کے وزن کا اعتبار کیا ہے نہ مساحت کا کہ اگر اس پانی کو اس جگہ پھیلا ئیں کہ اس کا طول وعرض دہ در دہ اور اس کی گہرائی ایک بالشت ہو وہ دہ در دہ کا حکم رکھتا ہے گو کہ گہرائی زیادہ اور طول وعرض کمتر ہو۔ اور عامۂ فقہا نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اسلیئے کہ اگر ایک جگہ میں آب کثیر ہو اور منہ اس کا تنگ ہو اور اس کے اوپر پیشاب پڑجائے یقین ہے کہ نجس نہیں ہوگا تو زیادہ درست اور صحیح امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مبتلا بہ کی رائے کے سپرد رکھا[1] ہے۔ واللہ اعلم۔

---

[1] یعنی وضو کرنے والا اپنے دل سے استفتاء کرے اور اگر اس کا دل اسکی نجاست پر فتویٰ دے۔ پرہیز کرے اور اگر خیال کرے کہ پانی بہت ہے اور دہ در دہ کے قریب ہے۔ وضو کرے۔

سوال ہفتم :۔ ہندوؤں کے میلوں مثل ہولی اور دیوالی وغیرہ میں مسلمانوں کو ان کی خوشنودی کے لیئے حالت اختیار میں ان سے ملاقات کرنا اور بغلگیر ہونا کیا حکم رکھتا ہے۔

جواب :۔ ان کے میلوں میں حالت اختیار میں ان کے ساتھ مشارکت کرنا اور سور و سرور میں ان کا شریک ہونا حرام ہے۔ لیکن ان کے ہدیہ کو قبول کرنا جائز ہے۔ چنانچہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے دادا نوروز کے دن کچھ میوہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ انہوں نے قبول کیا۔ واللہ اعلم

سوال ہشتم :۔ جو عوام مسلمان ہندوؤں کے طور پر کھانا پکانے کے وقت میں چولھے کے گرد اگرد مٹی سے لیپتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص مٹی لیپنے کے بغیر کھانا پکاتا ہے کھاتے نہیں وہ اس اعتقاد سے کافر ہیں یا گنہگار۔

جواب :۔ اولاً وہ نہ کافر ہیں اور نہ عاصی بلکہ جاہل ہیں اور شرائع اسلام کے سمجھانیکے بعد اور دین میں ان شرطوں کے بطلان کے بعد اگر انہوں نے یہ اعتقاد چھوڑ دیا اور یہ عمل بھی ترک کر دیا برادران دینی ہیں اور اگر انہوں نے اس اعتقاد کو ترک کیا اور رسم کی محبت کی بنا پر عمل کو ترک نہ کریں مسلمان گنہگار ہیں ولیکن اگر وہ اعتقاد بھی قبول کریں۔ بلکہ اپنے اعتقاد پر اصرار کریں اور دیدہ و دانستہ حکم الٰہی کا اس بارہ میں یقین نہ کریں۔ کافر ہیں ان کا علاج اگر قدرت ہو توبہ کے زمانہ تک قید کرنا ہے۔ ورنہ قتل کرنے

واللہ اعلم

سوال نہم۔ فرزند کے پیدا ہونے کے وقت میں عقیقہ اور نام رکھنے اور غسل بعد انقطاع نفاس بغیر مقرر کرتے دن چھٹے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں کے اور شادی میں سوائے عقد نکاح اور ولیمۃ العرس کے اور اسی طرح ختنہ میں نفس ختنہ کے سوا جو ان شہروں کے لوگ کفر کی رسمیں کرتے ہیں۔ وہ کفر کا حکم رکھتی ہیں یا گناہ کا اور بعض آدمی عذر کرتے ہیں کہ ان رسوم کے ترک کرنے میں اگر قضاء وقدر کے حکم سے کوئی امر نافی طبائع وقوع پاتا ہے۔ عورتیں اس کو چھوڑنے کے ساتھ نسبت[1] کرتی ہیں کہ کفر محض ہے اس کی مراعات کرتے ہیں تاکہ یہ گروہ کفر سے محفوظ رہے ان کی یہ بات معقولیت کا کوئی بھید رکھتی ہے یا کہ نہیں۔

جواب :۔ جو رسمیں غموں اور شادیوں میں کی جاتی ہیں ان میں سے بعض نیک فالی کی قسم سے ہیں۔ حالانکہ مخلوق کو بارہا اس سے یمن و برکت حاصل ہوتی ہے یہ رسمیں لغویات[2] کا حکم رکھتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مضمون اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا[3] (کہ ایک خطرہ تھا یعقوب علیہ

---

[1] مثلاً کوئی بیماری آگئی۔ تو عورتیں کہتی ہیں کہ فلاں رسم ہم نے چھوڑی تو یہ بیماری آئی [2] یعنی ایسی رسمیں نہ گناہ ہیں نہ ثواب اور ان رسموں سے یمن و برکت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسے دلہن کو شادی کے موقعہ پر ابٹن لگاتے ہیں تو اس سے رنگ نکھر جاتا ہے۔ اور بدن میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دولہا کے پھولوں کا سہرا باندھنے ۔ نظر سے محفوظی رہتی ہے خوشبو آتی ہے۔ [3] یہ سورہ یوسف کی ایک آیت کا ٹکڑا

بقیہ صفحہ ۱۳ پر

السّلام کے دل میں اسکو انھوں نے کر ڈالا) میں درج کی جائیں۔ اور بعض رسمیں اس قسم کی ہیں کہ ان کے چھوڑنے میں ضرر پہنچنے کا اعتقاد کرتے ہیں اور وہ بھی رسم کفار کی قسم سے نہیں۔ اعتقاداً اگرچہ کفر صریح نہیں بلکہ اس قسم سے کہ جو بطریق خواص صادر ہوتا ہے۔ مانند کھینچنے مقناطیس کے لوہے کو اور کہربا کے گھاس کو جانتے ہیں۔ اور سب کو مخلوقات الٰہی سے شمار کرتے ہیں نہ یہ کہ قضاء وقدر کا ابطال کرتے ہیں یہ اعتقاد بدعت ہے اور جہل مرکب نہ کفر۔ دوسری قسم وہ رسمیں ہیں کہ کفار سے لیتے ہیں اور ان کو کفار کی رسمیں کہہ سکتے ہیں۔ جیسے بچہ کا نام ہندو نجومیوں سے رکھوانا۔ اور فوائد دنیوی کی بنا پر دیوالی اور ہولی کی رسموں میں موافقت کرنا۔ یہ رسمیں فسق ہونے میں پہلے سے زیادہ ہیں۔ اگرچہ کفر صریح کا حکم نہیں کہہ سکتے۔ رسموں میں سے ایک دوسری قسم ہے کہ

بقیہ صت ۱۲ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی بنیامین کو اپنے ہمراہ لے کر مصر کی طرف چلے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا تھا۔ بیٹو! تم سب شہر کے ایک دروازے سے داخل نہ ہونا ایسا نہ ہو نظر لگ جائے بلکہ متفرق دروازوں سے داخل ہونا۔ قرآن فرماتا ہے وَادْخُلُوا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ تو یہ نصیحت حضرت یعقوب علیہ السّلام نے بطور احتیاط کی تھی۔ لیکن تقدیر میں جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا اور حضرت یوسف علیہ السّلام کے حکم سے بنیامین کے تھیلے میں شاہی پیمانہ رکھ دیا گیا۔ اس حیلہ سے اس کو رکھ لیا گیا۔ تو اس قسم کی رسمیں اگرچہ عورتیں اس لیئے کرتی ہوں کہ کسی مصیبت اور بلا سے بچی رہیں مگر جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے۔ وہ آکر رہتی ہے۔ ٹلتی نہیں

مرضِ چیچک میں اور اس جیسی مرضوں میں بجا لاتے ہیں۔ اور اس کی نظیر یہ ہے
کہ شیخ سدو اور دوسرے شیاطین کی تاثیریں عمل میں لاتے ہیں اور ان کے نام
[و1] پر ذبح کرتے ہیں اور ان سے علم غیب چاہتے ہیں اور تصرّف کائنات جزئیہ
ہیں مانند کشادہ کرنے رزق اور اولاد دینے اور امراض دفع کرنے اور ارواح
کو تابعدار کرنے ہیں اور اس کی مثل کام میں لاتے ہیں۔ یہ خود شرک صریح ہے اس
[و2] مقام میں کوئی عذر نہیں اور سیّد احمد کبیر کی گائے اور بعض بزرگوں کے جانور اسی
قسم سے ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین اونٹ کو کہ ان کے والدیت کے لیئے بھیجتے تھے
خود کھا لیتے تھے۔ اور بت کے لیئے ذبح نہیں کرتے تھے۔ اس کے کھانے میں
مضائقہ نہیں۔ اور نیز بعض آدمی جاندار جانوروں مثل گائے اور بکری اور مرغ
وغیرہ کو بزرگوں کی قبروں پر بطریق نیاز لاتے ہیں اور خادموں کو دیتے ہیں۔ اور
ذبح کی قید مطلق نہیں کرتے نقود و شیرینی کی طرح نیاز کر کے چلے جاتے ہیں
اور اس درگاہ کے خدام مختار ہیں اگر چاہیں ذبح کریں اور اگر چاہیں بیچ دیں
اس قسم میں بھی قباحت نہیں اور اگر وہ نذر ادا کرنے کے بعد اس سے نفع
[و3] حاصل کریں بہت برا ہے کہ کاہن کو دی ہوئی شیرینی کی قسم سے ہے۔ بلکہ
اس سے بدتر کہ اس پر شرک کا حکم جاری ہوا ہے۔ ہم ان چیزوں کو نہیں کھاتے
اور نہ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اور یہاں چند فائدے لکھے جاتے ہیں۔
حق تعالیٰ نافع گردانے۔ اول یہ کہ جو نذر و نیاز مُردوں کے لیئے کرتے ہیں۔

لہ یہ اس صورت میں شرک صریح ہے اگر بوقت ذبح ان کا نام لے کر ذبح کریں۔

وہ تین قسم کی ہے۔ ایک تو عوام مومنین کے لیے اور وہ محمود ہے۔ اس لیئے کہ یہ حصول ثواب اور دفع عذاب کے لیئے مومنین کی اعانت ہے اور امر وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (اور بخشش طلب کر اپنے خلاف اولی کام کے لیئے اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کیلیئے) میں داخل ہے اور موتی کے لیئے تصدق کرنا حدیث میں بہت جگہ وارد ہوا ہے ازاں جملہ سعد بن عبادہ رضی اللہ کا کنوآں بنوانا اور اسکو اپنی عالمدہ کی ثواب رسانی کیلیئے وقف کرنا ہے اور ان کا کہنا هٰذَا لام سعد دوسرا حدیث میں ہے تابعین کرام سے کَانَ السَّلَفُ يُحِبُّوْنَ الاطعام عَنِ الْمَيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ (سلف میت کی طرف سے چالیس روز کھانا کھلانے کو پسند کرتے تھے اور اسکے شواہد بہت ہیں) دوسری قسم اولیاء کیلیئے نذر ہے اگر نیت میں ان کے ساتھ تبرع و احسان ہے یقین ہے کہ خدا دوستوں کے ساتھ احسان کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ اور امید ہے کہ وہ بدلے کی جگہ میں اس بخشے ہوئے سے زیادہ دینگے۔ اور اگر ان کی التجا کے ساتھ جناب الٰہی سے حاجت پورا ہونے کی نیت ہے ظاہر ہے کہ ان کی دعا ہماری دعا سے ان کی طاعت و مجاہدہ کے نسبت سے قبولیت میں زیادہ قریب ہے۔ اور اس احسان کا طریقہ یہ ہے کہ صرف خدا کے لیئے دیں اور اس کا ثواب کہ تصدق کا حق ہے۔ بطور تحفہ ان کو پہنچائیں اس لیئے کہ ثواب کا پہنچانا ثواب حاصل ہونے کے بغیر نہیں اور راہ الٰہی میں صرف کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا تو اس صورت میں یہ اولیاء اللہ ثواب کے لینے میں عبادت کرنے والے کے نائب ہیں نہ معبود کے

شریک۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ابتداً اس صدقہ کو اس شخص کی طرف سے دیں۔ جیسا کہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ جب تک تم زندہ رہو ہماری طرف سے قربانی کرتے رہو اور نیابت میں حج کا حکم دیا ہے۔ کہ میت کی طرف سے واقع ہوگا اور اس کے مانند کہ وارث کے ادا کرنے سے نیابتاً مورث سے ساقط نہیں ہوتا۔ تیسری قسم ایک جماعت سے ہیں کہ خود کو مقام مجبوبیت میں نصب کرتے ہیں اور اپنے پرستاروں کو نذر لازم کرتے ہیں اور اپنے سامنے عاجزی اور خاکساری چاہتے ہیں اور علم غیب کا دعوای کرتے ہیں اور نفع وضرر کی مالکیت کا ادّعا کرتے ہیں یہ گروہ جناب الٰہی کا ملعون ہے۔ اور مشرکوں سے بدتر ہے۔ کیونکہ یہ غیر کو شریک کرتے ہیں نہ خود کو اور یہ گروہ خود کو شریک کے مقام میں ظاہر کرتا ہے اور بتوں سے زیادہ برا ہے کہ بت اپنے لیئے طلب نہیں کرتے بلکہ دوسرے ان کے لیئے شرک کی تہمت رکھتے ہیں اور یہ اپنے لیئے عبادت طلب کرتے ہیں۔ تو ان کے لیئے طعام وحیوانات اور دوسرے مال لے جانا سب شرک خبیث ہے۔ نہ خود کرنا چاہیئے اور نہ جو چیز ان کے لیئے کی ہوئی ہو کھانا چاہیئے۔ اس لیئے کہ وہ ثواب کا استحقاق نہیں رکھتے اور نہ ان کے پرستار ثواب کی نیّت کرتے ہیں۔ بلکہ اشیاء کے ساتھ ان کا تعلق کتوں کے تعلق کی طرح ہے کہ لقمہ اس کی طرف ڈالتے ہیں۔ اگر مفقود رہو تو تنبیہ ان کی قید کے ساتھ ہے۔ اور اگر توبہ نہ کریں مرتد جاننا چاہیئے۔ ولیکن جو کچھ اولیاء کی قبور پر لے جاتے ہیں۔ وہ تین

قسم سے ۔ اوّل ۔ ختم و فاتحہ کی مجلس میں حاضرانِ مجلس کے لیئے ہوتا
ہے ۔ اگر یہ جماعت قبر کے سر سے پر ہوں اس جگہ تقسیم ہو اور ثواب
اس مردوں کو پہنچتا ہے اور اگر گھروں میں ہوں حاضرین پر تقسیم ہو یہ
قسم بھی قباحت نہیں رکھتی ۔ دوّم ۔ وہ کہ ان کی قبر کے مجاوروں کے لیئے
ہو کہ ان کی رضا کا موجب ہو اور کسی کی اولاد کی خدمت کرنا اس کی
رضا کا موجب ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بکری ذبح کرتے تھے ۔ اس میں سے کچھ حضرت خدیجہ رضی
اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے ۔ اس میں بھی قباحت نہیں ۔ سوّم
کوئی چیز بطریق تعبد بغیر تعین معطیٰ لہٗ رکھیں تاکہ جو محتاج کہ چاہے لے
جائے ۔ یہ بھی اباحت کی قسم سے ہے ۔ جیسا کہ سبیل میں پانی کو اور
عرسوں میں کھانے کو محتاجوں کے لیئے مباح کرتے ہیں ۔ اور اس کا
ثواب کسی کو پہنچاتے ہیں ۔ ہاں اگر اس قسم کے کھانے کو شیطانوں کی
نذروں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے ۔ جیسا کہ گزرا اس صورت میں
عمل بغیر نیت ہے ۔ اگر ثواب پہنچانے کی نیت ہے کوئی قباحت
نہیں ۔ اور اگر خالص ان کے لیئے ہے بے نیت صرف کرتے ہیں ۔
شائبۂ شرک ہے اس سے احتیاط کرنا چاہیئے ۔ لیکن رسوم متعارف پہ
قائم رہنا اس بنا ، پر اگر قضاء قدر کا حکم طبیعتوں کے منافی واقع ہو بے
عقل عورتوں کو اس کے اعتقاد کا موجب کہ محض اس کے ترک کے سبب
سے ہوا اور یہ کفر ہے اس وہم سے بچنے کے لیئے رسم کی مخالفت نہ کرنا

ضعیف عذر ہے کہ کفر صریح سے باز رکھتا ہے۔ واللہ اعلم

سوال دہم۔ ہنود نا بہبود کے لڑکوں کی معلم گیری کی نوکری عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس چیز میں دنیا کے ساتھ تعلق ہے لکھنا اور خط و کتابت کے لیئے زبان فارسی سکھانا اور حساب و کتاب سمجھانا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جو کچھ دین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا عقائد کفریہ کے ثابت کرنے میں مدد کرتا ہے۔ وہ منع ہے۔ سکھانا نہ چاہیئے۔ واللہ اعلم

سوال یازدہم۔ عیسائیوں اور ہندؤں اور ان کے سوا کافروں کی نوکری علی التفصیل مفتی گری اور منشیانہ اور کوتوالی اور وکالت اور برقندازی اور جمعداری اور رسالہ داری اور معلم گیری سے اور اس کے سوا جو کام اور عہدہ ہو۔ اصل الاصول پر اور شرع الرسول کے تحت جواز قبول کی صورت رکھتا ہے۔ یا کہ نہیں اور جو لوگ ان کی خیر خواہی کا دم مارتے ہیں بموجب آیہ کریمہ۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ.
(اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ ان کے بعض بعض کے دوست ہیں) مطلقاً ان میں سے شمار کیئے جائیں یا نہ۔ بینوا توجروا

جواب۔ نوکری کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت اضطرار کہ اس کے بغیر ملازمت میسر نہیں اور دوسری حالت اختیار کہ خود دوسری نوکری ملتی ہے۔ ان کی نوکری کی ضرورت نہیں۔ اور دوسری حالت ہرگز درست

نہیں اس لیئے کہ اس حالت میں ان کی محبت و خیر خواہی اور ان کی تعظیم
کہ لازم آتی ہے۔ ولیکن حالتِ اضطرار میں دیکھنا چاہیئے کہ ان کی نوکری
دو قسم کی ہے۔ ایک یہ کہ اس میں محرمات شرعیہ کا ارتکاب لازم آتا ہے۔
اور یہ نوکری حرمت کا سبب ہوتی ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے ساتھ جنگ
کرنا اور خدمت گاری میں مردار اور سوئر اور اس کے مثل پیش کرنا۔ ایسی
نوکری نہیں کرنا چاہیئے۔ دوم یہ کہ یہ چیزیں اس میں نہ ہوں۔ مگر اوّل
یہ کہ رسمیں حرام کے ارتکاب کا قوی مظنہ ہے اگرچہ یہ نوکری اس کے
لیئے نہیں۔ جیسے رشوت لینا۔ اور ظالم کی حمایت کرنا۔ اور مظلوم پر
زیادہ ظلم کرنا یہ چیزیں فی نفسها قباحت رکھتی ہیں۔ خواہ مسلمان کی نوکری
میں ہوں خواہ کافر کی نوکری میں اس لیئے خدمتِ قضاء کو اکثر علماء نے
مکروہ جانا ہے۔ اور اس سے اجتناب کیا ہے۔ دوم یہ کہ چیز اس نوکری
میں نہیں۔ جیسے دروازہ پر پہرہ دینا۔ اور قافلوں کی حفاظت کرنا اور
کچہری میں لکھنا اور اس کے مانند یہ قسم عند الضرورت قباحت نہیں رکھتی
مگر چاہیئے کہ اپنے دل کی نگہبانی کرے تاکہ کفر کی محبت سے معمور نہ ہو
اور اسلام کی عزت و حرمت دل سے کم نہ ہو جیسا کہ آیہ کریمہ میں ہے
لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ (مومن کافروں کو مومنین کے سوا
دوست نہ بنائیں)

سوال دوازدہم [۱۲]۔ جو کہ اشتغال و مراقبہ اور اذکار بطریق ارہ و قمری

وغیرہ جن کے متعلق دفتر بھرے پڑے ہیں اور کئی جلدیں ہیں ان کا مذکورہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں سے کسی کو اس وضع وقسم کے ساتھ تعلیم دی ہے۔ یعنی فرمایا ہے۔ یا نہیں۔ اور حدیث کی کتابوں میں بالتصریح ان اعمال کا ذکر اس نام وطریق سے کہ خط میں لکھا ہوا ہے آیا ہے یا نہیں۔ اور حالانکہ زمان سعادت نشان سرور جہاں صلی اللہ میں اس طرح مروج نہ تھا تو ان اشغال واعمال کو بدعت کہ سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

جواب۔ اشغال واذکار ومراقبہ کی اصل آیات وحدیث کی رُو سے ہے۔ لیکن اس کے طریقے شد ومد اور ضرب آہ حبس نفس اور تحریک سر کسی جگہ نہیں آیا مشائخ کے تجربات سے ہے اور حبس نفس حضرت خضر علیہ السلام کی تعلیم سے نہ ہے۔ البتہ بدعت ہے لیکن بدعت دو قسم پر ہے ایک وہ کہ اسمیں برامعنیٰ ضوابط میں پایا جائے۔ اور اس کی مثل شریعت میں نہ ہو یہ بدعت سیئہ ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ کہ اس کی اصل صحیح شریعت میں پائی جائے اور اس میں دینی فائدے پائے جائیں یہ قسم بدعتِ حسنہ یا مباح کی ہوگی ظاہرا سالک کے یہ افعال مباحات کی قسم سے ہیں جیسا کہ طاقت بڑھانے کے لیئے ورزش اور کشتی اور مگدر استعمال کرتے ہیں۔ ان میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں بلکہ خطرات کے دفع کرنے کے لیئے اور محبت کی سوزش ڈالنے کیلیئے نفسانیت کے معالجات کی قسم سے ہیں)۔ واللہ اعلم۔

سوال سیزدہم (۱۳) ۔ جو کہ غوث و قطب اور ابدال و اوتاد کے مرتبہ تمام تفصیل کے ساتھ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ۔ اور ہر شہر میں وجوباً قطب کا تعین کہ اس کے تحکم و تعین کے بغیر انتظام زیر و زبر اور خراب ہو جائے اس کا ثبوت حدیث میں ہوا ہے یا کہ نہیں ۔ اور ناموں اور مرتبوں کا ذکر کسی جگہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے ۔ یا نہیں ۔ اور صحابہ و تابعین میں سے بھی کوئی اس مرتبہ پر پہنچا ہے یا کہ نہیں بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

جواب : ان قسموں میں سے دو کا حدیث میں ذکر آیا ہے ۔ ابدال کا اور دوسرے ذکر نقبا و نجبا کا اور حدیث میں ابدال کے لیئے دو عدد کا ذکر آیا ہے ۔ سات کا اور چالیس کا جب ان میں سے ایک کم ہو جاتا ہے دوسرا اس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے ۔ اور نیز حدیث میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةٌ نُجَبَاءُ رُقَبَاءُ وَاُوْتِيْتُ اَرْبَعَةَ عَشَرَ فَسَالَ النَّاسُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَنْ هُمْ فَقَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ (ترجمہ) ہر نبی کیلئے سات نجیب اور سات نقیب تھے اور ہیں چودہ نقیب و نجیب عطا کیا گیا ہوں لوگوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا وہ کون ہیں تو فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے اور جعفر اور حمزہ اور ابوبکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبداللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد اس کو ترمذی نے روایت کیا ۔ اور اقسام دوسرے

کہ غوث اور قطب اور اوتاد ہوتے ہیں۔ وہ مکشوفات سے ہیں نہ منقولات شرعی کی قسم سے۔ و اللہ اعلم۔

اہل کشف کے نزدیک اولیاء کے مقامات اقسام میں منحصر نہیں اور صحابۂ کرام میں سے صدیقیت اور شہادت اور اسکے سوا بلند مرتبوں کو پہنچے ہیں۔ اور جس جماعت نے یہ نام مقرر کیئے ہیں انہوں نے اس میں سے کچھ صحابہ کرام کے لیئے بھی لکھا ہے اور کچھ ان کے سوا چنانچہ کہتے ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قطب عصام قرنی تھے۔ جو اویس قرنی کے چچا تھے۔ اور اس کے بعد بھی غیر مشہور آدمی لکھے ہیں۔ اور ان خلفائے کرام کو قطب ارشاد کہتے ہیں۔ اور وہ قطب مدار کے سوا ہے۔ اور نبوت کی خلافت بھی عالی مقامات سے ہے اور خلفاء اربعہ اس سے مشرف ہوئے ہیں اور قطبوں کے کے بیان میں شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں سو سے زیادہ قسمیں لکھی ہیں اور ہر مرتبہ پر آیات قرآنی سے تحقیق کی ہے یہ بحث طویل ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال چہاردہم۔ جو کہ شہر میں کسی بزرگ کو اس کی وفات کے بعد شہر شاہ ولایت قرار دینا اور تمام امور میں متصرف جاننا کیا معنیٰ رکھتا ہے اور نیز صحابہ باوجود اس کے کہ امت میں افضل اور ان کا ایمان مقبول ہے۔ کسی کو شہر کا شاہ ولایت اور وفات کے بعد ولایت نہ دی تو ان لوگوں کا ایمان قطعی طور سے معلوم نہیں کہ مقبول ہوا یا کہ نہیں یہ کام کس

طرح متصور ہے اور تصرف کا مدار زندگی پر ہے موت کے بعد کہ تمام علاقوں کو کاٹنے والی ہے۔کیونکہ ہوسکتا ہے۔ یا اس کام کی نسبت کیونکر لائق ہے۔ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔

جواب۔ بعض شہروں میں اولیاء کی بشارت کی رو سے کوئی شخص گذرا ہے۔ کہ اس شہر والوں کی حاجتیں پوری ہوتی اور بلائیں دور ہوتی اس کی دعا سے بہت ہوتی تھیں۔ شاہِ ولایت کا یہی مطلب ہے اور اس سے زیادہ گمان کرنا خیالِ واہی ہے۔ اور عوام کالانعام کے قول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ کا آنا خواجہ عثمان ہارونی کو جناب نبوت کے حکم دینے کی وجہ سے تھا اور حضرت خواجہ قطب الدین کو دہلی میں بھٹلانا بھی بشارت اور خواجہ معین الدین کا حکم تھا اور حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں بھیجنا اور حضرت علاؤالدین صابر کو کلیر کوٹ میں بھیجنا الہام کے موافق اور اشارہ غیبی تھا اور اسی طرح اولیاء کی جماعت کہ مرشدانِ کامل کے حکم میں تھی اسی قسم سے ہے اور حق تعالےٰ وزیر و مشیر سے مبرا و خالی ہے اپنا کام دوسرے کو سپرد نہیں کرتا اور اس نے مستحق عبادت کسی کو نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ؕ (ترجمہ) اور دریافت کر جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا ہم نے اللہ کے سوا معبود ٹھہرائے ہیں۔ جن کی پوجا کی جائے۔ واللہ اعلم

سوال پانزدہم۔ جو کہ بزرگ کی قبر کے پاس سال میں جمع ہونا اور اس کو عرس دو فات میں فی الحقیقت وہی دن قرار دینا باوجود یکہ زمانہ سیّال غیر مجتمع الاجزاء ہے اور قبر کے کنارہ چراغ جلانا باوجودیکہ ایسا کرنے والے پر لعنت آئی ہے اور چھونے اور اینٹ اور ریشمیں ملبوسات وغیرہ بہترین لباس اور کپڑوں سے قبر کو سجانا اور پہلی اور خیالات کی قسم سے گانے کے نئے ایجاد کیئے ہوئے آلات ڈھول اور طنبورہ وغیرہ کے ساتھ گانا سننا اور پھر ان افعال پر فادر بے مثال کی طرف سے اجروثواب اپنے لیئے مرتب کرنا اس کا ماخوذ وجواز کس گھر سے ہے۔ اور ایسی مجلس میں حاضر ہونا کیا حکم رکھتا ہے اور فاعل وحاضرین کو کیا کہنا چاہیئے

جواب۔ زمانہ اگرچہ سیّال غیر مجتمع الاجزاء ہے۔ لیکن جو کچھ زمانہ کا اس کے ساتھ اندازہ کیا جاتا ہے رات اور دن اور مہینہ اور سال سے ان کے لیئے شرعاً اور عرفاً دورہ مقرر ہے۔ جب ایک دورہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر از سرِ نو شروع ہو جاتا ہے۔ اسی حساب سے رمضان کو روزوں کا مہینہ اور ذی الحجہ کو حج کا مہینہ اور اسی طرح دوسرے مہینوں کو دورہ میں اس کے مثل کے ساتھ ہونے کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کہ یہودیوں نے جناب نبوت کے حضور میں عرض کی کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نصرت اور فرعون کو اس دن غرق کیا ہے اس کے شکرانہ کے لیئے ہم روزہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا اَحَقُّ مِنْکُمْ وَّ صُمْتُ مِنْ مِّلَّۃِ اُخْرٰی

مُوسٰى فَصَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَ اَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ
(ترجمہ) میں زیادہ حقدار ہوں ان لوگوں سے کہ انہوں نے میرے بھائی
موسٰی (علیہ السلام) کے ذمہ کو پورا کیا تو آپ نے عاشورہ کے دن کا
روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور نیز حضرت
بلال کو حضور علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ پیر کے دن روزہ رکھیں
اور فرمایا۔ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ وَفِيْهِ هَاجَرْتُ
وَفِيْهِ اَمُوْتُ (اس روز میں پیدا ہوا ہوں اور اسی روز مجھ پر وحی
اترنا شروع ہوئی اور اسی روز میں نے ھجرت کی اور اسی روز میری وفات
ہوگئی) اس بناء پر تاریخ کا یاد رکھنا اور اس مہینہ کے یاد رکھنے کی آمیول
میں رسم پڑھ گئی اگرچہ فی الحقیقت اس دن کا یاد رکھنا فائدہ مند نہیں۔
کیونکہ تصدق و دعا کا وقت ہمیشہ ہے۔ لیکن جبکہ اس جہان کے آدمی اس رسم
کی محافظت میں گذر گئے ہیں ان کو والدین بلکہ اپنے رشتہ داروں کی طرف
سے نیکی کا انتظار رہتا ہے۔ ان کے انتظار کے رفع کرنے میں معتبر فائدہ
ہے۔ اور مکاشفہ کے معاملات سے دریافت ہوا ہے کہ ایسے دنوں میں
برزخ میں دوستوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ تو دعا اور ختم اور کھانا
کھلانے کے ساتھ امداد کرنا مباح بدعت ہے اسمیں قبح کی وجہ نہیں
: لیکن محرمات کا ارتکاب چراغ جلانے اور قبر پر غلاف ڈالنا اور وہاں پر
گانا اور سازوں کا بجانا بدعات شنیعہ ہیں۔ اور ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا
ممنوع ہے اگر مقدور ہو حدیث گذشتہ پر عمل کرنا چاہیئے۔ مَنْ

نوٹ :۔ سلہ و سلہ صفحہ ۔۔۔۔

رَاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (ترجمہ) جو تم میں سے خلاف شرع کام دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائے تو اگر استطاعت نہ رکھے تو اپنی زبان سے مٹائے اور یہ بھی طاقت نہ رکھے تو اپنے دل سے بُرا جانے اور یہ شخص بہت کمزور ایمان ہے اور مقام زجر میں اسباب بدعت کا پراگندہ کرنا کافی ہے۔ واللہ اعلم

سوال شانزدہم ۔ جو لوگ سماع سنتے کیساتھ وجد و رقص اور نامعقول حرکتیں جو دیوانوں کا مشابہ ہے کرتے ہیں آیا یہ شوق و ذوق صحابہ و تابعین میں سے کسی کو میسر ہوا ہے یا کہ نہیں۔ باوجود یکہ ان کی تکمیل ایمان اور قوت

لہ یعنی بزرگوں کے سالانہ عرس میں اگر صلحائے وقت جمع ہوکر قرآن پڑھیں اور خیرات کرکے ثواب پہنچائیں مضائقہ نہیں۔ اس کو بدعت مباحہ کہنا چاہیئے ۱۲ ۔ ۵۔ قبر پر چراغ جلانا اور اس پر غلاف ڈالنا اس صورت میں ممنوع ہے جبکہ یہ امور نیت فاسدہ سے کرے مثلاً چراغ اس لیئے جلائے کہ اس کی روشنی نظر میں جائیگی اور غلاف اس لیئے ڈالے تاکہ گرمی سردی سے اہل قبر محفوظ رہے اور اگر چراغ قبر کے گرد و پیش جلاوے اور اس لیئے جلائے کہ آنے جانے والوں کو سہولت رہے اور لوگ ولی اللہ کا مزار سمجھ کر اس پر فاتحہ پڑھیں اور قبر سے تبرک حاصل کریں اسی طرح عوام کی نظروں میں وقار پیدا کرنے کے لیئے قبر پر غلاف ڈالیں تو بالکل جائز ہے جیسا کہ مولانا عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ المحمدیہ میں لکھا ہے۔ اور اعلحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ بریق المنار میں لکھا ہے۔

ایمان فضیلت سے قطع نظر کرتے ہوئے بوجوہ دیگر ان سے ہزار چند غالب تھی۔ اور وجد اور حالت گانا سننے اور بے حیائی کی باتیں کرنے اور کلمات خلاف اور نامعقول چیزوں کے سننے سے پیدا ہوتی ہے اگر اس کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف کی جائے محض موجب کفر ہے۔ معاذ اللہ آلات محرمات مزامیر ڈھول وغیرہ سے یہ حالت میسر ہوتی ہے کبھی آیات الٰہی میں سے کسی آیت اور احادیث رسالت پناہی میں سے کسی حدیث کے سننے اور نامتناہی صنعتوں میں سے کسی صنعت کے دیکھنے سے ایسی حالت اور رقت حاصل نہیں ہوتی اسکی وجہ کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ۔ (ترجمہ) کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کس طرح بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتے۔ کس طرح قائم کیا گیا ہے اور زمین کی طرف نہیں دیکھتے کس طرح پھیلائی گئی ہے۔ تو تعجب ہے کہ قرآن پڑھتے اور اس کے سننے سے بے ہوش نہیں ہوتے اور اس بلند مرتبہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی اور محرمات شرعیہ کے سننے سے اس طرح ذوق و شوق حاصل ہوتا ہے۔ وسبحانہ تعالیٰ عُلُوًّا کَبِیْرًا و کَلِمَاتُ اللّٰہِ هِیَ الْعُلْیَا (وہ بلند مرتبہ پاک ہے بلند و بڑا ہے اور اللہ ہی کی باتیں بلند مرتبہ ہیں) اس بارہ میں راہ حق و انصاف سے ایک

طرف کے نعصب کے بغیر بیان فرمائیں کہ اس قسم کے آدمیوں کو اہل اللہ سے کس طرح شمار کیا جاوے مگر یہ کہ ان کے برابر کتاب وسنت سے دلیل قائم کی جاوے البنۃ واجب القبول ہے تَبَیَّنُوْا وَتُوْجَرُوْا (بیان کرد اور اجر دیئے جاؤ)

جواب :- پیدا کرنے سے مقصود حضرت منعم کی محبت اور اس کی اطاعت ہے اور اس محبت کی قسمیں بہت ہیں۔ اور حکم کتنے سبب کے ساتھ مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک اس محبت کے اسباب محرک۔ دوم دورہ کا مقتضاء۔ سوم اس کے مرشد کا فیض۔ چہارم محبت کرنے والوں کے مزاج۔ اس سبب سے طرح طرح کے طریقے محبت کرنے کے لیئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے کتنے درجات جنت کے کہ پیدا کیئے ہیں۔ مزاجوں کے اختلاف اور اہلِ جنت کے احوال کے لیئے ہیں۔ ایک جماعت کو دل میں شورش پیدا ہوتی ہے کہ مثل خفقان کے ادب معقول اور مشروع کی محافظت سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کو انوار نبوت کے غلبہ اور انوار قرآن مجید کے سبب یہ احوال طاری نہیں ہوتا تھا۔ جب خلق کی نظر احوال قلب پر پڑی ذکر و شغل کے ساتھ کہ لطیفۂ قلب کو جوش میں لاتا ہے مشغول ہوئے طرح طرح کے احوال دوسری انواع کے پیدا ہوئے بعض کے مزاج میں لذت حسن و سماع کا غلبہ تھا اس غلبہ کے ہمراہ باطن کی نسبت حاصل ہوتی تھی اور بعض کو بالعکس اس لیئے کہ ان کی نسبت نشہ پلائی ہوئی نسبت اور اطمینان و استغراق کی نسبت ہے۔ اور

بعض کو محبوب حقیقی کے وصل کے ساتھ خوشی و خرمی کی نسبت ہے اور بعض کو حسن ابدی کی پاکیزگی کا ملاحظہ لازم حال ہو گیا بالجملہ بعض کا اس حادثہ شوق سے مرنا محبت الٰہی کے ہیجان کی شدت پر اور ان کے دل پر اس کے غالب ہونے کے صریح دلیل ہے۔ تو کسی ایک پر اعتراض[۱] نہیں کرنا چاہیئے۔

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد!

(ترجمہ) جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ چاک کرے۔ اسکی رغبت پاک لوگوں میں طعنہ کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دن رات کے اوقات کس قدر فرق رکھتے ہیں اور ہر ایک کے لیئے الگ عبادت ہے۔ ہم مقصد پر آئے کہ وحشت میں ڈالنے والے کلمات کہ جناب الٰہی کے لائق نہیں محبت الٰہی کو حرکت میں لانے والے کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کا طریقہ پایا جاتا ہے۔ بعض پوشیدگی کے لائق رمزیں ہیں۔ اور بعض اس میں سے کہنے کے لائق احکام کی قسم سے ہیں۔ اگر ادراک کرنے والی قوت تحمل کرے اس کے اجمال پر قناعت کرنا چاہیئے اور اس کی تحقیق کو صحبتوں پر اگر مقدر رہے حوالہ رکھنا چاہیئے۔

---

[۱] یعنی اہل وجد و سماع صدق پر اگر خلاف شرع کے مرتکب نہ ہوں۔ تو اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

اوّل جیسے کہ رب العزت کو خواب میں صورت کے ساتھ شکل میں دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح بعض معاملوں میں بے خودی میں باوجود بیداری کے واقع ہوتا ہے۔ اور بعض باتیں کہ ذات کے مرتبہ کے لائق نہیں۔ اس قسم کی تجلی میں واقع ہوتی ہیں۔ احتمال ہے کہ کسی کو یہ قسم ہوئی ہو۔ یا پیش آئے۔

دوم یہ کہ یہ کلمات کبھی اپنے پیر یا ارواح طیبہ کی نسبت کہ احکام بشری سے چھٹکارا پائے ہوئے ہیں مخاطب کی طرح ادا ہوتے ہیں۔

سوم یہ کہ علم بلاغت میں تشبیہ اور تمثیل کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ہیئت منتزعہ کو امور متعددہ سے ایک امر کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ اور ہر چیز کے ساتھ مشابہت منظور نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس حالت مجازی کے حاصل کرنے سے کہ عاشق کو معشوق کے ساتھ اس جہان میں واقع ہوتی ہے۔ محبت وقلق کی ہیئت کو کہ عشق کے ساتھ نام رکھی ہوئی ہے۔ انتزاع کر کے صرف جناب کبریا کی طرف کرتے ہیں اور اس کلام کے جزئیات کو نظر کے سامنے سے ڈالا ہوا کر دیتے ہیں۔ ان چیزوں کے سبب سے آنجناب کی طرف ہرگز ملحوظ نہیں ہوتا جیسا کہ آیۂ کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو منور کرنے والا ہے) میں ہے۔ لیکن جو کچھ بزرگوں سے آلات محرم کا سننا واقع ہوا ہے یہ گروہ تین قسم پر دیکھا گیا ہے۔ ایک گروہ ہے کہ ان کے وجد کی شہادت سے ثابت ہے کہ یہ امور ان کے دل میں محبت مولا کے

کے سوا کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور جمال الٰہی میں استغراق اور التفات کے سوا کسی چیز کی طرف نہیں کھینچتے۔ علماء نے سمجھا کہ اس سے منع کرنے[1] کی کوئی وجہ نہیں۔ دوسرے شخصوں کے لیئے کہ شہوتوں کی خواہش یا دنیا کی حرص یا غفلت اور تلذذ حاصل کرتے ہیں ان کے حق میں سماع حرام[2] ہوگا۔ تو یہ خطائے اجتہادی کی قسم سے ہوگا۔ یا تاویل کی قسم سے ہوگا۔ یا نصوص عامہ کا خاص کر لینا کہ اولہ قطعیہ کے معارضہ کے سبب کہ ان تمام سے وا جدان سلیم کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ تو اپنے اعتقاد[3] کے ساتھ ہرگز حرام کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اور ایک دوسرا گروہ ہے کہ سر اور آنکھوں پر حکم کو رکھ کر بے قراری کی بناء پر اس کا ارتکاب کرتے ہیں کہ اس کے بغیر تسلی اور شوق کا اجراء جیسا کہ چاہیئے میسر نہیں ہوتا۔ مضطر کے مردار کھانے کی طرح اور اس کے باوجود اس کے بعد استغفار کرتے ہیں اور گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ جیسا کہ کسی سے غصہ کی شدت میں نامناسب باتیں ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد استغفار اور معافی چاہتا ہے۔ قسم سوم کو

---

[1] یعنی از مزامیر۔ [2] یعنی مزامیر ان لوگوں کے حق میں کہ نفسانی خواہش کے تابع ہیں۔ حرام ہے [3] یعنی گروہ صوفیہ کہ فی الواقع با برکت اور اہل درد و عشق ہیں وہ اپنے اعتقاد کے موافق سازوں کے ساتھ گانا سننے میں حرام کے مرتکب نہیں ہوتے۔

کوتاہی کہنے والے بجانتے ہیں کہ اپنے بیردل کو اس طریقہ پر پایا ہے۔ بنا برا عتقاد اس کو اچھا جانتے ہیں باطن کی حرکت کے ساتھ تھوڑی حرکت[۱] نفسانی سے ان کے ساتھ مشابہ ہونے کو اچھا جانتے ہیں۔

اس جماعت کو باوجود ادلہ شرعیہ کے اصرار کرنا بے حالت ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

تمّت

---

[۱] یعنی ایسے لوگ جو مزامیر کے ساتھ گانا سنتے ہیں تو اس کا باعث باطنی حرکت ہوتی ہے۔ اور تھوڑی آمیزش اسمیں خواہش نفس کی ہوتی ہے۔

ملنے کا پتہ

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب

محمد یعقوب خان لاہوری

[illegible] پارک - بلاک ۲ - نچا راوی روڈ - لاہور

ب خان - ۶۸ کریم پارک - بلاک ۲ - نچا راوی روڈ - لاہور